مدیر کے نام

رئیس الاسلام، کراچی

۱۔ رسالے کے مضامین نہایت ادق ہوتے ہیں اور عموماً خشک اور اکتا دینے والے۔ ایک عام ذوق رکھنے والے آدمی کے لیے اس میں کوئی مواد نہیں ہوتا ہے۔ رسالہ دینی معلومات کے ساتھ دلچسپ بھی بنایئے۔

۲۔ جن کتابوں پر تبصرہ ہوتا ہے وہ بازار میں نہیں ملتیں۔ ایسی کتابوں پر تبصرہ فضول ہے۔

ترجمان: ۱۔ جو پرچہ کثیرالاشاعت ہو اس کا ہر مضمون ہر قاری کے لیے یکساں سہل ہونا مشکل ہے۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ زبان آسان ہو۔ اگر اشاعت ایک سال میں ۵ سے بڑھ کر ۲۵ ہزار ہو گئی ہے تو آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ نہ ایسا ہے جو خشک اور اکتا دینے والا ہو' نہ ایسا کہ عام ذوق رکھنے والے کے لیے اس میں کوئی مواد نہ ہو' یا یہ ایک خاص طبقہ کے لیے ہو۔

۲۔ تبصرہ کا مقصد یہ نہیں کہ ہر قاری کتاب خریدے' بلکہ کتاب خریدے بغیر بھی اس کا علمی افق وسیع ہو گا۔

اکرام قریشی، سیالکوٹ

رسائل و مسائل میں سوال باریک عبارت میں اور جواب ذرا موٹے الفاظ میں لکھا جاتا ہے جو ایک تکلف ہی ہے۔ اگر سوال کے شروع میں "س" اور جواب کے شروع میں "ج" کے حروف لکھ دیے جائیں تو قاری کو باریک اور موٹی عبارت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مولانا مرحوم و مغفور کے اپنے دور میں ایسا ہی تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ گذشتہ ایک دو ماہ کے ترجمان میں' میں نے دیکھا ہے کہ مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر رحمتہ اللہ علیہ کا مخفف بھی نہیں لکھا جا رہا۔ پہلے تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید سہواً ایسا ہو گیا ہے مگر اب ستمبر ۹۵ کا شمارہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ دعائیہ الفاظ بالارادہ نہیں لکھے جا رہے۔ آیندہ اپنی تحریروں میں مولانا مرحوم و مغفور کے لیے دعائیہ احترام کے الفاظ پورے یا کم سے کم ان کا مخفف ضرور استعمال کریں۔

آپ ترجمان سے متعلق اپنے دور کی خوبیاں تو ہر شمارہ میں دیتے ہیں' کیا آیندہ شمارہ میں ہماری گزارشات کا بھی کوئی ذکر ہو سکتا ہے؟

ترجمان: ۱۔ رسائل و مسائل میں ٹائپ کا فرق اور 'ج' 'س' کا استعمال اکثر ایڈیٹوریل بورڈ میں زیر بحث